

بمقام جناب مفتی صاحب اسد علی صاحب مدظلہ العالی کے پاس  
بعد سلام حضور۔ سندھ میں ذیل مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں۔

حاملہ کو بوسہ کے شوکر کے خلاف دیدی عدت گزارنے کے بعد اس کے اپنے  
والد بھائی بہن سے کہا کہ میں نکاح کرنا چاہتی ہوں اور نکاح میں  
زید سے کرونگا زید بچہ شادی شدہ ہے۔ اور زید سے بچہ بچہ  
موجود یا نہ ہو۔ آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں زید نے کیا تکلیف  
لیکن حاملہ کے والد نے کچھ معلومات کرتے خاموشی اختیار کر لی وہاں بیسنا  
نار اعلیٰ کا اظہار کیا محض خاموشی میں اس کے بعد حاملہ نے زید کو اپنے  
نکاح کا اختیار دیدیا کہ میں آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں اس کو

اختیار ہے کہ آپ کو اس کی جو ضرورت میں ہو سے نکاح کر لیں  
عدت پر زائد سے کہا کہ صرف اس وقت نکاح ہے میں اس سے  
نکاح کر لوں گی۔ یوں وقتاً فوقتاً حاملہ زید سے کہتی رہتی کہ میں کو  
اختیار ہے آپ نکاح کریں۔ یہ بات زید کے اہل خانہ کے علم میں آگئی  
پھر زید کے اہل خانہ نے تارا علی کا اظہار کیا تو زید نے کہا میں

نکاح کر رہا ہوں کوئی غلط کام نہیں کر رہا اور اپنے اہل خانہ کو مخاطب  
کر رہا ہوں میں نے حاملہ کو اپنے نکاح میں لے لیا تم گواہ رہنا اور اس کے

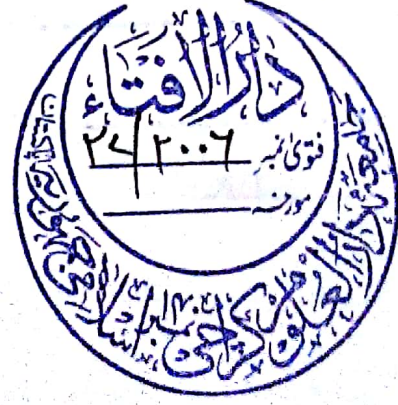
بعد حاملہ کو مسیح بدنام دیا تو نائل پر قسم آئے اختیار لے لیا خود اپنے  
میں کو خود دگی میں اپنے نکاح میں لے لیا حاملہ مسیح کے در لقمہ میں ہیں  
وقتاً فوقتاً جواب دیا بچہ قبول ہے اس کے بعد کچھ تو نائل پر کمال کر کے نکاح  
کی بات کی حاملہ نے کہا بچہ قبول ہے اور یہ بات حاملہ نے اپنے والد بھائی بیسنا

بھی ماہنامہ میں سے بھیجا کر رکھی ہے کسی کو اپنے اس نکاح کا نہیں بتایا  
کہ وہ اپنے بچے کو بتایا ہے بڑا بچہ 14 چودہ سال کا اور بیٹی مسیحہ ہے

ان کے سنا دس سالہ کا ہے کہ میں نے زید سے نکاح کر لیا ہے زید نے کبھی  
اپنے بچے والوں اہل خانہ میں خود دگی میں قبول کیا تھا اس کے علاوہ کسی کو

بھی نہیں بتایا۔ دریافت کریں کہ اس طرح حاملہ اور زید کا نکاح کرنا صحیح  
ہے یا نہیں کیا حکم =

- السائل الوفا سر۔  
03313378871



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## الجواب حامدًا ومصليًا

سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق اگر زید دینداری، خاندانی شرافت، مالداری اور پیشہ میں خالدہ کا ہم پلہ ہے، اور اس نے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں خالدہ کا وکیل بن کر خالدہ کا نکاح اپنے آپ سے کیا ہے اور اس نے گواہوں کے سامنے خالدہ کا مکمل تعارف کرادیا یعنی خالدہ کے باپ دادا کا نام گواہوں کے سامنے ذکر کر دیا تھا اور گواہ بھی خالدہ کو اس کے باپ دادا کے حوالے سے جانتے تھے تو شرعیاً یہ نکاح منعقد ہو گیا ہے، اور اگر وہ دینداری، خاندانی شرافت، مالداری اور پیشہ میں خالدہ کا ہم پلہ نہیں ہے یا گواہ خالدہ کو اس کے باپ دادا کے حوالے سے نہیں جانتے تھے تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔

الدر المختار (س ۵۶/۳)

(ویفتی) فی غیر الکفء (بعدم جوازہ أصلاً) وهو المختار للفتوی (لفساد

الزمان) فلا تحل مطلقة ثلاثاً نکحت غیر کفء بلا رضا ولی بعد معرفتہ إیاء

حاشیة ابن عابدین (س) (۵۶ / ۳)

قید بذلك لئلا يتوهم عوده إلى قوله: فنفسد نکاح إلی وللاحتراز عما لو تزوجت بدون مهر المثل، فقد علمت أن للولي الاعتراض أيضا والظاهر أنه لا خلاف في صحة العقد وأن هذا القول المفتی به خاص بغير الكفاء كما أشار إليه للشارح، ولم أر من أجرى هذا القول في المسألتين، والفرق إمكان الاستدراك بإتمام مهر المثل --- (قوله بعدم جوازہ أصلاً) هذه رواية الحسن عن أبي حنيفة، وهذا إذا كان لها ولي لم يرض به قبل العقد، فلا يفيد الرضا بعده بجر.

المبسوط للسرخسي - (۵ / ۱۰)

إذا زوجت نفسها جاز النكاح في ظاهر الرواية سواء كان الزوج كفؤاً لها أو غير كفء فالنكاح صحيح إلا أنه إذا لم يكن كفؤاً لها فلأولياء حق الاعتراض، وفي رواية الحسن - رضي الله عنه - إن كان الزوج كفؤاً لها جاز النكاح، وإن لم يكن كفؤاً لها لا يجوز وكان أبو يوسف - رحمه الله تعالى - أولاً يقول: لا يجوز تزويجها من كفء أو غير كفء إذا كان لها ولي ثم رجع وقال: إن كان الزوج كفؤاً جاز النكاح، وإلا فلا ثم رجع فقال: النكاح صحيح سواء كان الزوج كفؤاً لها أو غير كفء لها، وذكر الطحاوي قول أبي يوسف رحمهما الله تعالى إن الزوج إن كان كفؤاً أمر القاضي الولي بإجازة العقد فإن أجازته جاز، وإن أبي أن يجيزه لم يفسخ ولكن القاضي يجيزه فيجوز.

(جاری ہے۔۔۔)

الفتاوى الهندية - (١ / ٢٤٨)

مرأة وكلت رجلا ليزوجها من نفسه فقال الوكيل بحضرة الشهود: تزوجت فلانة ولم يعرف الشهود فلانة لا يجوز النكاح ما لم يذكر اسمها واسم أبيها وجدها؛ لأنها غائبة والغائبة تعرف بالتسمية، كذا في محيط السرخسي وكان القاضي الإمام ركن الإسلام علي السغدوي في الابتداء لم يشترط ذكر الجد ثم رجع في آخر عمره وكان يشترطه وهو الصحيح وعليه الفتوى، كذا في المضمرات.

وإن كانت حاضرة متنقبة ولا يعرفها الشهود؛ جاز النكاح وهو الصحيح وإن أراد الاحتياط يكشف وجهها حتى يراها الشهود أو يذكر اسمها واسم أبيها وجدها ولو كان الشهود يعرفونها وهي غائبة فذكر الزوج اسمها لا غير وعرف الشهود أنه أراد به المرأة التي يعرفونها جاز النكاح، كذا في محيط السرخسي.....والله سبحانه وتعالى اعلم.

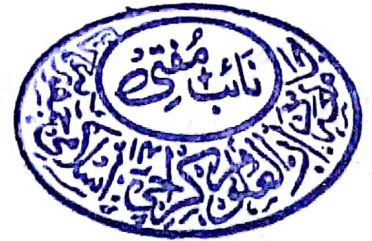
الجواب صحیح

نمبر ١١١

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

٢٩ / ذوالحجہ / ١٤٣٩ھ

١٠ / ستمبر / 2018ء



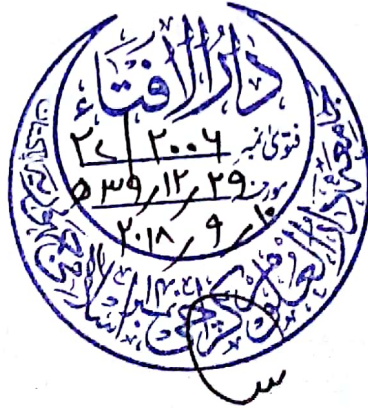
نمبر ١١١

محمد اویس سیالکوٹی کان اللہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

٢٩ / ذوالحجہ / ١٤٣٩ھ

١٠ / ستمبر / 2018ء



الجواب صحیح  
محمد طہ نیر غنیر  
١٢/١٢/٢٠١٨ء